

”تقریظ“ ”عالم الغیب“

APPROVED

ہر چند کہ دیوبندی، بریلوی اختلافی مسئلہ اس قدر سنگین نہیں جو حل طلب نہ ہوتا ہم اس امر سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اب کچھ عرصہ سے اس فروعی اختلافی مسئلہ نے باقاعدہ تنازعہ کی صورت اختیار کر لی ہے۔

معاشرے کا ایک عام فرد جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات بجالاتے ہوئے زندگی گزارنا چاہے عجب اضطرابی حالت میں ہے کہ حق و ناحق میں تمیز کس طرح کرے.....؟ کیونکہ جب تک یہ مسئلہ کتابوں اور علماء کے مباحثوں تک محدود تھا تو ٹھیک تھا لیکن اب پبلک مقامات، بسوں، چوکوں، چوپالوں حتیٰ کہ ایک ہی گھر کے افراد کا اس مسئلہ کے بیچ دنگا فساد مچانا اور علم نہ ہونے کی وجہ سے وہی تباہی بکنا کسی طور پر بھی مستحسن نہیں۔ اب صورتحال یہ ہے کہ ایک سادہ لوح شخص بھی براہ راست متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اگرچہ اس موضوع پر علماء کی کثیر کتب موجود ہیں لیکن اختصار کیساتھ، کتابچہ کی ترتیب پر، عام فہم انداز کہ ہر شخص بہ آسانی سمجھ سکے بہر حال اس کا فقدان تھا۔ مؤلف نے جس جانفشانی سے غیر جاندارانہ طرز پر آیات قرآنیہ، احادیث صحیحہ اور ائمہ احناف کے فتاویٰ جات کو جمع کیا ہے وہ واقعتاً قابل ستائش ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سعی جلیلہ کو قبول کرتے ہوئے اسے ہزاروں لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ بنائے..... (آمین)

احقر مولانا عبد المجید
مدرس و ناظم اعلیٰ (شعبہ غیر ملکی)
جامعہ بنوریہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي شرفنا على سائر الأصم برسالة من بين الأنام بجوامع الكلم وجواهر الحكم، صلى الله تعالى
عليه وعاليه وصحبه وخبره وببارك وسلم.

عام طور پر دارالعلوم ”دیوبند“ اور شہر ”بریلی“ کی طرف منسوب دو مکاتب فکر کے علماء (جو دعویٰ داری ہیں کہ ہم امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں اور ہندوستان میں
مجدد الف ثانی و شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ تک بھی دونوں میں کوئی اختلاف نہیں۔ فریقین ان اکابر کے عقیدت مند و متعرف دکھائی دیتے ہیں) لیکن آجکل
ایک طرح کی شدت کی لہریں اٹھی ہے اور نوبت ایک دوسرے پر کفر کے فتوے تک جا پہنچی ہے حد تو یہ ہے کہ ایک فریق دوسرے کی بات (موقف) سُننا تو
کجا، چہرہ تک دیکھنے کا روادار نہیں۔

ہم کسی فریق کا نام لے بغیر قرآن و سنت اور فقہ حنفی کی روشنی میں ان چار بنیادی مختلف فیہ عقائد کے بارے میں بحث کریں گے جنکی اثبات و نفی کی وجہ سے
دو گروہ وجود میں آئے باقی سینکڑوں اختلافی مسائل انہی چار میں سے کسی ایک کے ذیل میں آتے ہیں۔

- (۱) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ”نور“ تھے یا بشر ؟؟.....
- (۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ”عالم الغیب“ تھے یا نہیں ؟؟.....
- (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ ”حاضر و ناظر“ ہیں یا نہیں ؟؟.....
- (۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ”مختار کل“ ہیں یا نہیں ؟؟.....

”عالم الغیب“

علم غیب کا مفہوم یہ ہے کہ کائنات کا ایک ذرہ بھی اسکے علم و نگاہ سے اوجھل نہ ہو اور یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہے اس میں کوئی فرد کسی حیثیت سے اس کا شریک و سہم نہیں۔

سب سے پہلے ہم یہ دیکھیں گے کہ ”غیب“ سے کیا مراد ہے.....؟ ائمہ احناف کی مشہور کتاب ”تفسیر مدارک“ میں لکھا ہے کہ:

(والغیب هو مالم یقیم علیہ دلیل ولا اطلع علیہ مخلوق)

”یعنی غیب ان چیزوں کو کہا جاتا ہے جن پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور نہ ہی کسی مخلوق کو انکی اطلاع ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ علوم عطا کیے ہیں جو کسی مقدس نبی اور کسی مقرب فرشتے کو عطا نہیں کیے۔ بلکہ تمام اولین و آخرین کے علوم آنحضرت ﷺ کے دریائے علم کا ایک قطرہ ہیں حق تعالیٰ شانہ کی ذات و صفات گزشتہ و آئندہ کے بیشمار واقعات، برزخ و قبر کے حالات، میدانِ محشر کے نقشے، جنت و جہنم کی کیفیات علوم شریعت اسرار و حکم آسمانوں و زمین کے عجائبات، اسماء حسنیٰ کی تعین نیک و بد بختوں کے احوال الغرض وہ تمام علوم جو آپ ﷺ کی ذات اقدس کے شایانِ شان تھے بطور معجزہ عطا کیے گئے اسکا اندازہ اللہ کے سوا کسی کو نہیں اور نہ ہی ایسا جامع و مکمل علم خدا تعالیٰ کی تمام مخلوق میں کسی کو عطا ہوا ہے۔

لیکن جس طرح ساری کائنات کے علوم کو آنحضرت ﷺ کے علوم مقدسہ سے کوئی نسبت نہیں بعینہ یہی حیثیت آپ ﷺ کے علوم کی حق تعالیٰ کے علم محیط کے مقابلے میں ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک چڑیا کو دریا کے کنارے پانی پیتے دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں میرے اور آپ کے علم کی مثال اس قطرے کی ہے جو اس چڑیا نے اس دریا سے کم کیا ہے۔ (بخاری۔ ص ۶۸۸)

یہ مثال بھی محض سمجھانے کیلئے ہے ورنہ مخلوق کے محدود علم کو اللہ کے غیر محدود علم کیساتھ کیا نسبت.....؟ یہی وجہ ہے کہ کلام پاک میں جگہ جگہ ”عالم الغیب“ کا لفظ اللہ تعالیٰ کی خاص صفت کے طور پر ذکر کیا گیا ہے اور ساری مخلوق میں سے کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ فرد بھی اسکی دیگر صفات کی طرح علم الغیب میں بھی شریک نہیں حتیٰ کہ بہت سی جگہ آنحضرت ﷺ سے ”عالم الغیب“ ہونیکے نفی کی گئی ہے فرمایا:

وہ اللہ ہے جسکے سوا بندگی نہیں کسی

کی۔ جانتا ہے جو کچھ پوشیدہ ہے اور

جو ظاہر ہے۔

هو الله الذي لا اله الا هو ج

عالم الغیب والشہادۃ۔ (الآیہ)

(سورہ حشر: آیت ۲۲)

تمام اہلسنت اور ائمہ احناف کا یہی مسلک ہے کہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو ”عالم الغیب“ کہنا صحیح نہیں۔ لیکن یہاں تو حالت یہ ہے کہ پیروں فقیروں پر بھی غیب کا یقین رکھا جاتا ہے۔

آپ (ﷺ) کہہ دیجئے کہ جو کوئی
بھی آسمانوں اور زمین میں ہے
غیب کی خبر نہیں رکھتا مگر (صرف)
اللہ اور انکو (تو) اتنی بھی خبر نہیں کہ
کب دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔

قل لا يعلم من فى السموات
والارض الغيب الا الله وما
يشعرون ايان يبعثون O
(انمل آیت: ۶۵)

آیت مذکورہ نے پوری وضاحت و صراحت کیساتھ بتا دیا کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت ہے جس میں کوئی فرشتہ، جنوائس یا نبی و رسول بھی شریک نہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے، جتنا چاہتا ہے اپنے فرشتوں، رسولوں اور مقبول بندوں کو عطا فرما دیتا ہے۔
اللہ تعالیٰ کا علم تمام کائنات پر محیط ہے جبکہ مخلوق میں یہ صفت مفقود ہے، فرمایا:

اللہ تعالیٰ سب انسانوں کے اگلے اور
پچھلے تمام حالات سے واقف ہے اور
سارے انسان ملکر اسکے علم میں سے کسی
ایک چیز کا بھی احاطہ نہیں کر سکتے بجز
اتنے علم کے جو اللہ کسی کو دینا چاہے۔

يعلم ما بين ايديهم وما خلفهم
ولا يحيطون بشيء من علمه
الا بما شاء.....الآية
(البقرة: آیت ۲۵۵)

معلوم ہوا کہ قرآنی اصطلاح میں علم غیب اور قدرت عامہ مطلقہ صرف اللہ تعالیٰ کی خاص صفت کے طور پر واقع ہوئے ہیں جسمیں کوئی مخلوق کسی طور پر
بھی شریک نہیں۔ فرمایا:

وان الله قـد احاط بـكـل شـيـء عـلـمـا۔
اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔
(الطلاق: آیت ۱۲)

اگر کوئی دانہ راء کے برابر ہو پھر وہ پتھر
کے جگر میں پیوست ہو یا آسمانوں میں
یا زمین میں کہیں ہو اللہ تعالیٰ ان سب
کو جمع کر لیں گے بیشک اللہ تعالیٰ
لطیف اور ہر چیز سے خبردار ہیں۔

انها ان تك مثقال حبة من
خردل فتكن فى صخرة
اوفى السموات اوفى
الارض يات بها الله. ان الله
لطيف خبير.

(قصص: آیت ۱۶)

دوسرے مقام پر فرمایا:

عالم الغیب لا یعزب عنه
مثقال ذرّة فی السموات
ولا فی الارض (الآیہ)
یعنی وہ (اللہ) عالم الغیب ہے اس
سے ذرہ برابر بھی آسمان اور زمین میں
غائب نہیں۔
(الہاب: آیت ۳)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:
”جو شخص یہ کہے کہ آنحضرت ﷺ غیب کا علم جانتے تھے اس نے اللہ پر بہتان باندھا۔“ (صحیح بخاری و مشکوٰۃ شریف ص ۵۰۱)
فتاویٰ عالمگیری میں ہے:
”جس شخص نے کسی عورت سے گواہوں کے بغیر نکاح کیا اور کہا کہ ہم خدا اور رسول (ﷺ) کو گواہ بناتے ہیں تو وہ کافر ہو جائیگا“
وجہ یہ لکھی ہے کہ اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کو عالم الغیب سمجھا اور ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ اللہ پاک خود آپ ﷺ کے بارے میں امت کو آگاہ
فرما رہے ہیں کہ علم الغیب تو کجا آپ ﷺ کا تو بولنا بھی امر الہی کے تابع ہے۔ اس سے بڑھکر سند اور کیا ہوگی.....؟؟

وما یَنطِقُ عن الہویٰ
ان ہو الا وحی یوحی
علمہ شدید القوی
اور نہیں بولتے (حضرت محمد ﷺ)
اپنے نفس کی خواہش سے۔ یہ تو ایک
حکم (وحی) ہے بھیجا ہوا۔ اسکو
سکھلایا ہے سخت قوتوں والے
(جبرئیل) نے۔
(النجم: آیت ۵)

خلقت آدم پر فرشتوں کا اعتراض باطل ٹھہرا تو اللہ نے فرمایا:

قال الم اقل لکم انی اعلم غیب
السموات والارض (الآیہ)
فرمایا (اللہ نے) کیا نہ کہا تھا میں نے
تم کو میں خوب جانتا ہوں چھپی ہوئی
چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی۔
(سورۃ البقرہ: آیت ۳۳)

پھر فرمایا کہ آسمانوں و زمین کے تمام نبی خزانے اسی کے پاس ہیں تو مخلوق کے در پر گدائی سے کیا حاصل.....؟ اس مالک الملک کی طرف
رجوع کرو۔

واللہ غیب السموات والارض
والیہ یرجع الامر کله فاعبدہ
وتوکل علیہ
اور اللہ ہی کے پاس ہے چھپی بات
آسمانوں کی اور زمین کی اور اسکی کی
طرف لوٹنا ہے سب کاموں کا۔ سوا سی
کی بندگی کرا اور اسی پر بھروسہ رکھ۔
(صود: آیت ۱۲۳)

خدا تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے اور تمام زمانے (ماضی، حال، مستقبل) اسکے سامنے برابر ہیں۔

کیا وہ نہ جانے گا جس نے پیدا کیا
ہے۔ اور وہ باریک بین (اور)
خبردار ہے۔

الا يعلم من خلق وهو
اللطيف الخبير
(الملک: آیت ۱۴)

اس سے آگے غیب کے خزانوں کی دعویٰ داری کیساتھ ساتھ یہ بھی فرمادیا کہ ہمارے حکم میں قطعاً کوئی شریک نہیں۔ اور نہ ہمارے علاوہ بندوں کا کوئی مختار و مددگار ہے۔

اور اسی (اللہ تعالیٰ) کے پاس ہیں چھپے
بھید آسمان و زمین کے۔ کیا ہی عجیب
دیکھتا اور سنتا ہے۔ کوئی نہیں بندوں
پر اسکے سوائے مختار۔ اور وہ اپنے حکم
میں کسی ایک کو شریک نہیں کرتا۔

له غيب السموات والارض
ط ابصر به واسمع ط مالهم
من دونه من ولي ولا يشرك
في حكمه احدا
(الكهف: آیت ۲۶)

اس سے اگلی آیت دیکھئے: اسمیں مطلقاً علم غیب کا حق تعالیٰ کیلئے مخصوص ہونا صراحتاً مذکور ہے یہی عقیدہ پوری امت کا سلفاً خلفاً رہا ہے۔

اور اسی (اللہ تعالیٰ) کے پاس ہیں
خزانے تمام مخفی اشیاء کے انکو کوئی
نہیں جانتا بجز اللہ کے اور وہ تمام
چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ خشکی میں
ہیں اور جو کچھ دریاؤں میں
ہیں۔ اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اسکو
بھی جانتا ہے۔ اور کوئی دانا زمین
کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور
نہ کوئی تراور خشک چیز گرتی ہے مگر یہ
سب کتاب مبین میں (لکھا) ہے۔

وعنده مفاتيح الغيب
لا يعلمها الا هو ط ويعلم
ما في البر والبحر ط وما
تسقط من ورقه الا
يعلمها ولا حبة في
ظلمت الارض ولا رطب
ولا يابس الا في كتاب
مبين
(الانعام: آیت ۵۹)

غیب کے خزانے اللہ کے پاس ہونے سے مراد اسکی ملک و قبضہ میں ہونا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ غیب کے خزانوں کا علم بھی اسکے قبضے میں ہے اور انکو وجود و ظہور میں لانا بھی اسکی قدرت میں ہے۔

اگر تاریخ اسلام کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ہر عقل سلیم رکھنے والے پر واضح ہو جائیگا کہ آنحضرت ﷺ عالم الغیب نہیں تھے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمانؓ

بطور نمائندہ مشرکین مکہ سے مذاکرات کیلئے گئے۔ ادھر یہ مشہور ہو گیا کہ آپ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے تمام صحابہ کرام سے بیعت علی الجہاد لیتے ہوئے فرمایا کہ ”ہم عثمانؓ کے خون کا بدلہ لیکر رہیں گے“ مشرکین نے صورتحال بگڑتی ہوئی دیکھی تو خوفزدہ ہو کر حضرت عثمانؓ کو رہا کر دیا۔ اسی کو کلام پاک نے ”بیعت رضوان“ کے نام سے تعبیر کیا ہے۔

تحقیق جو لوگ بیعت کرتے ہیں
تجھ سے وہ (درحقیقت) بیعت
کرتے ہیں اللہ سے۔ انکے
ہاتھوں کے اوپر اللہ کا ہاتھ ہے۔

ان الذین یُبايعونک انما
یبايعون الله ۝ یدالله فوق
ایدیہم (الآیہ)
(الف: آیت ۱۰)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عثمان حقیقتاً زندہ و سلامت تھے (جبکہ بعد میں علم ہو گیا) تو پھر عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہستی کیلئے بیعت لینا کیا معنی.....؟؟

امام بخاری نے (صفحہ ص ۶۶۳ پر) واقعہ نقل کیا ہے کہ غزوہ بنی مصطلق کے موقع پر منافقین نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی (حالانکہ آپکا ہار اونٹ کے نیچے رہ گیا تھا جو اسکے اٹھنے کے بعد ملا)۔ اسی کی تلاش میں نماز عصر کا وقت نکلا جس پر آیت تیمم نازل ہوئی (آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے تقریباً ایک ماہ تک کلام نہ کیا اور انہیں میکے بھیج کر جید صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے اس بارے میں مشورہ فرما رہے ہیں کہ اب کیا کیا جائے.....؟؟ کیونکہ آنحضرت ﷺ کو اصل حقیقت کا علم نہ ہو سکا تھا خود صحابہ کرامؓ بھی خاصے مغموم اور بید پریشان رہے تا آنکہ اللہ نے بذات خود حضرت عائشہؓ کی برأت کا اعلان کرتے ہوئے ہر تہمت لگانے والی کی شرعی سزا (80 کوڑے) کا حکم نازل فرما دیا اس باطل عقیدے کی رو سے کیا نعوذ باللہ یہ مذاق تھا کہ عالم الغیب سب کچھ جانتے بوجھتے لوگوں سے اپنے نجی معاملات میں مشورہ کرتے نظر آتے ہیں.....؟؟

انبیاء کرام علیہ السلام کو غیب کا علم ہونا، اس بارے میں یہ آیت مبارکہ دلیل قاطع ہے جس میں اللہ رب العزت بذات خود بلا فرق و امتیاز سوالا کھ انبیاء کرام کی زبانی انکا مسلک اعتدال بیان فرما رہے ہیں۔

جس روز اللہ جمع کریگا تمنا پیغمبروں
کو۔ پھر کہیگا تمکو (اپنی اپنی امتوں
کی طرف سے) کیا جواب ملا تھا وہ
کہیں گے ہمکو خبر نہیں۔ تو ہی ہے
چھپی باتوں کو جاننے والا۔

یوم یجمع الله الرسل فیقول ما
ذا اجبتم ۝ قالوا لا علم لنا ۝
انک انت العلام الغیوب ۝
(المائدہ: آیت ۱۰۹)

اب جن احباب کا اصرار ہے کہ آپ ﷺ عالم الغیب ہیں تو کیا وہ اپنے اس دعویٰ بے بنیاد کی بناء پر آپ ﷺ کو انبیاء کرام کی فہرست ہی سے خارج تصور کرتے ہیں.....؟؟

حق تعالیٰ شانہ اپنا ضابطہ بیان فرماتے ہیں کہ امور غیب پر بذریعہ وحی اطلاع ہر شخص کو نہیں دیجاتی البتہ اپنے برگزیدہ و محبوب بندوں (انبیاء کرام) کا انتخاب کر کے انہیں آگاہی دیجاتی ہے۔

اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ تم کو غیب کی خبر دیدے۔ لیکن اللہ چُن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے۔

وما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء..... (الآية)
(آل عمران: آیت ۱۷۹)

لیکن اس سے یہ شبہہ ہرگز نہ کیا جائے کہ پھر تو انبیاء بھی علم غیب کے شریک کار (عالم الغیب) ہو گئے۔ کیونکہ علم غیب تو اصل میں حق تعالیٰ کی ذات کیساتھ مخصوص ہے۔ کسی مخلوق کو اس میں شریک قرار دینا کلمیہ شرک جلی ہے۔ کیونکہ علم غیب کے ہونیکے لیے دو شرائط ہیں۔

- (۱) وہ علم ذاتی ہو کسی دوسرے کا دیا ہوا نہ ہو۔
 - (۲) تمام کائنات کے ماضی و مستقبل کا علم محیط ہو۔ جس سے کسی ذرے کا علم بھی مخفی نہ ہو۔
- یہی مضمون سورہ جن میں بھی بڑی وضاحت سے آیا ہے۔

وہ (اللہ) ہی غیب کا جاننے والا ہے سو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ ہاں مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو۔ (اس طرح اطلاع دیتا ہے کہ) اس پیغمبر کے آگے اور پیچھے محافظ فرشتے بھیج دیتا ہے۔

عالم الغیب فلا یشہر علی غیبہ احد الا من ارتضیٰ من رسول فانہ لیسلک من بین یدیه ومن خلفہ رصد
(الحج: آیت ۲۶-۲۷)

تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی انبیاء علیہ السلام کو جو امر غیبیہ بتلاتے ہیں وہ حقیقہ علم غیب نہیں بلکہ ”غیب کی خبریں“ ہوتی ہیں جو منجانب اللہ القاء کیجاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بارہا کچھلی امتوں کے حالات و واقعات بتلانے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ ہماری آیات ہیں جو آپ ﷺ پر پڑھی جاتی ہیں ہر چند کہ آپ ﷺ اس سے پہلے لاعلم تھے۔ چنانچہ حضرت مریم کی کفالت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم بھیجتے ہیں تیری طرف۔ اور آپ (ﷺ) نہ تھے انکے پاس جب وہ اپنے قلم (قرعہ کیلئے) ڈالنے لگے کہ مریم کو پرورش میں کون لے۔

ذالک من ام بناء الغیب نوحیہ الیک و ما کنتم لادیہم اذا یلقون اقلامہم الہم یکفل مریم..... (الآیہ)
(آل عمران: آیت ۴۴)

حضرت ملا علی قاری (صرقات شرح مشکوٰۃ - ص 66 میں) فرماتے ہیں کہ ان آیات سے انبیاء کرام کیلئے جو غیب ثابت ہے وہ غیب کی جزائیات اور اخبار غیب ہیں نہ کہ کلیات۔

جب معترضین نے آپ ﷺ سے سوال پوچھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا خاندان تو کنعان میں تھا پھر یہ مصر میں آ کر کیونکر آباد ہوئے.....؟؟؟ تو اللہ نے پورا واقعہ بتلانے سے قبل بطور تمہید فرمایا:

نحن نقص عليك احسن
القصص بما اوحينا اليك
هذا القرآن وان كنت من
قبله لمن الغافلين O
(يوسف: آیت ۳)

ہم بیان کرتے ہیں تیرے پاس
بہترین قصہ۔ اس لیے کہ بھیجا ہم
نے تیری طرف یہ قرآن۔ اور البتہ
تو اس سے پہلے تھا بے خبروں میں۔

پھر آگے اسی سورۃ مبارکہ میں مکرر فرمایا:

ذالك من انباء الغيب
نوحيه اليك وما كنت
لديهم اذا جمعوا امرهم وهم
يمكرون O
(يوسف: آیت ۱۰۲)

یہ خبریں غیب کی ہیں۔ ہم بھیجتے ہیں
تیرے پاس اور تو نہ تھا انکے پاس
جب وہ ایک کام پر متفق ہو گئے اور
فریب کرنے لگے۔

طالوت و جالوت کا واقعہ ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

تلك ايت الله نتلوها
عليك بالحق وانك لمن
المرسلين O
(البقرہ: آیت ۲۵۲)

یہ اللہ کی آیتیں ہیں ہم تجھ کو سناتے
ہیں ٹھیک ٹھیک اور تو پیشک ہمارے
رسولوں میں ہے۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

وما كنت بجانب الغربي اذ
قضينا الى موسى الا
مروما كنت من الشاهدين O
(القصص: آیت ۴۳)

اور تو نہ تھا مغربی جانب جب ہم
نے بھیجا موسیٰ (علیہ السلام) کو حکم
اور تو نہ تھا دیکھنے والا۔

لہذا انباء الغیب اور اخبار الغیب پر لفظ غیب کا اطلاق کر کے بلاوجہ خوش ہونا بالکل بے خبری اور حقیقت سے کوسوں دور ہے۔
اب کچھ کم فہم و کور مغز کلمہ طیبہ کے ترجمہ سے استدلال کرتے ہیں کہ اس میں محمد اللہ کے رسول ”ہیں“ ہے ”تھے“ تو نہیں۔
تو بھائی رسالت تو تا قیامت باقی ہے اس سے کس نے انکار کیا؟

اور یہ بات تو اللہ تعالیٰ نے بہت ہی وضاحت سے بیان فرمائی ہے کہ پانچ باتیں ایسی ہیں جن کا علم خاص کر صرف میرے ہی پاس ہے کسی نبی، ولی یا مقرب فرشتے کو اسکی اطلاع نہیں دی گئی۔

ان الله عنده علم الساعة	بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت
وينزل الغيث وما يعلم	کی خبر اور اتارتا ہے برسات
مافي الارحام وما تدري	اور جانتا ہے جو کچھ ہے ماں کے
نفس ما ذاك تسب غدا وما	پیٹ میں۔ اور کسی جی کو معلوم
تدري نفس باي ارض	نہیں کہ کل کو کیا کریگا۔ اور کسی
تموت	جی کو خبر نہیں کہ کس زمین میں
(لقمان: آیت ۳۴)	مریگا۔

حضرت علی بن سلطان الہروی (المعروف ملا علی قاریؒ، صاحب مرقات شرح مشکوٰۃ شریف) بہت بڑے متبحر عالم و محقق دوراں، اُصولاً سنی اور فروغاً حنفی تھے۔ آپ نے حنفی مسلک کو دلائل و براہین سے آراستہ کیا ہے یہی وجہ ہے کہ دونوں فریق تہہ دل سے انکے عقیدت مند ہیں حتیٰ کہ نزاعی مسائل میں آپ کی عبارت کو سند کا درجہ حاصل ہے حضرت انبیاء کرام علیہ السلام کے لئے علم غیب پر بحث کرتے ہوئے ”شرح فقہ اکبر“ میں آپ لکھتے ہیں:

جان لو کہ حضرات انبیاء کرامؑ غیب کی چیزوں کا علم نہیں رکھتے مگر جتنا کہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ انکو علم دیدیتا ہے۔ اور حنفیوں نے یہ تصریح کی ہے کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ آنحضرت ﷺ غیب جانتے ہیں تو وہ کافر ہے کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کا معارضہ کیا ہے۔

قل لا يعلم من في	آپ (ﷺ) کہہ دیجئے کہ جو
السموات والارض الغيب	ہستیاں آسمانوں اور زمین میں ہیں
الا الله..... (الآية)	وہ غیب نہیں جانتے بجز اللہ کے۔
(النمل: آیت ۶۵)	

آنحضرت ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف لے گئے اور وہاں انصار مدینہ کو زور اور مادہ کھجوروں کے شگوفوں میں ایک خاص قسم کا پیوند کرتے دیکھا تو انکی تکلیف کے پیش نظر ازراہ شفقت یہ ارشاد فرمایا کہ اگر تم ایسا نہ کرو تو بہتر ہے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل میں یہ کارروائی ترک کر دی۔ نتیجہ پھل میں خاصی کمی واقع ہوئی حضرات صحابہ کرامؓ نے اسکا ذکر آپ سے کیا تو آپ نے فرمایا:

میں تو بشر ہوں۔ جب دین کے بارے میں تمہیں کوئی حکم دوں تو لازمی طور پر اسکو لو اور جب میں اپنی رائے سے تمہیں کچھ کہوں تو آخر میں انسان ہوں۔

(مسلم/ص ۲۶۴، مسند احمد بحوالہ مرقاۃ/ص ۲۲۳)

اور مصابیح کی روایت میں ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

انتم اعلم بامر دینا کم۔
(مرقاۃ/ص ۲۲۳، صحیح مسلم/ص ۲۶۴)

تم دنیاوی معاملات کو مجھ سے زیادہ
جانتے ہو۔

بات واضح ہو کہ انبیاء کرام کی توجہ رضاء الہی، دین اور آخرت کی طرف ہوتی ہے نہ کہ دنیا کی بعض حقیر چیزوں کی طرف۔
آنحضرت ﷺ ایک غزوہ سے اپنے صحابہ کرام کی معیت میں مدینہ کی طرف واپس ہوئے۔ اسی رات آپ ﷺ کی اونٹنی گم ہو گئی تو ایک منافق نے کہا کہ یہ کس طرح خیال کرتا ہے کہ علم غیب جانتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ اسکی اونٹنی کہاں ہے.....؟ اسپر وحی لانے والا اسکو اطلاع کیوں نہیں دیتا.....؟ اتنے میں جبریل امین تشریف لائے اور آپ ﷺ کو منافق کی گفتگو اور اونٹنی کی جگہ کی خبر دی۔ آنحضرت نے اپنے صحابہ کرام کو اسکی خبر دی اور یہ ارشاد فرمایا کہ:

ما ازعم انی اعلم الغیب
ولکن اللہ اخبرنی لقبول
والشعب وقد تعلق زمامها
بشجرة..... الخ
(شرح الشفاء از ملا علی قاری/جلد ۳/ص ۱۸۳)

میں تو نہیں کہتا کہ میں غیب جانتا ہوں
لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے منافق کی بات
اور جس مقام پر اونٹنی ہے اسکی خبر دی ہے
کہ وہ فلاں گھاٹی میں ہے اسکی باگ
درخت سے اٹک گئی ہے۔

پس صحابہ کرام اس گھاٹی کی طرف دوڑے تو اونٹنی کو اسی جگہ اسی حالت میں پایا۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے بارے میں علم الغیب کا عقیدہ منافقوں کا ہوتا تھا جب آپ ﷺ نے اسکی نفی فرمادی تو وہ منافق راہ راست پر آ گیا اور مسلمان ہو گیا۔
حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کرام کو جو تیاں پہن کر نماز پڑھا رہے تھے کہ اچانک اپنی جوتیاں اتار کر بائیں طرف رکھ دیں صحابہ گرام نے جب یہ دیکھا تو انہوں نے بھی اپنی جوتیاں اتار دیں۔ جب آپ نے نماز پوری کر لی تو فرمایا کہ تمہیں جوتیاں اتارنے پر کس نے آمادہ کیا؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے جوتیاں اتار دیں تو ہم نے بھی اتار دیں یہ سنکر آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

ان جبرائیل اتانی فاخبرنی
ان فہیما قذراً۔
(ابن داؤد/ص ۹۵، مشکوٰۃ/ص ۷۳، دارمی/ص ۱۸۸، معجم رک/ص ۲۶۰)

بیشک حضرت جبرائیل علیہ السلام
میرے پاس آئے اور انہوں نے
مجھے یہ خبر دی کہ میری جوتیوں میں
نجاست لگی ہوئی ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے نماز شروع کرائی تھی تو اس وقت ہی اللہ نے بتوسط جبرائیلؑ خبر کیوں نہ کر دی.....؟ حضرت ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ:

ممکن ہے تاخیر سے خبر دینے سے یہ مقصود ہو کہ آنحضرت ﷺ غیب کا علم نہیں رکھتے مگر جتنا کہ انکو علم ہو جاتا ہے یا یہ کہ آپ کی امت اس حکم کو سنت کے ذریعے معلوم کر لے۔
(مرقات/ص ۲۳۷)

امام قرطبیؒ اسکے ذیل میں فرماتے ہیں کہ جس شخص نے ان میں سے کسی ایک چیز کے علم کی نسبت آنحضرت ﷺ کی طرف کی تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

امام مالکؒ کا مشہور واقعہ بھی اسی آیت مبارکہ سے متعلق ہے کہ آپ آخری عمر میں کبھی مدینے سے باہر نہ جاتے تھے مبادا کہیں دیار رسول ﷺ سے دور موت واقع نہ ہو جائے۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کی زیارت خواب میں ہوئی تو آپ نے پوچھا کہ میری موت کب واقع ہوگی.....؟ آنحضرت ﷺ نے جواب میں ہاتھ سے پانچ کا اشارہ کیا۔ جب امام ابن سیرینؒ سے اسکی تعبیر پوچھی تو آپ نے اسی آیت کا حوالہ دیا کہ آنحضرت ﷺ نے تمہیں یہ جواب دیا ہے۔

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے ارادوں کے بننے اور ٹوٹنے سے اپنے اللہ کو پہچانا۔ ”حدیث جبرئیل“ کتب احادیث کی مشہور حدیث ہے جسے صاحب مشکوٰۃ نے (کتاب الایمان- ص ۱۱) میں نقل کیا ہے اسکے آخر میں حضرت جبرئیلؑ نے آپ ﷺ سے سوال کیا:

فاخبرنی عن الساعة . پس آپ ﷺ مجھے قیامت کی خبر دیجئے (کہ کب واقع ہوگی.....؟)

آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا:

ما المسئول عنها بالعلم من السائل . جس سے سوال کیا جا رہا ہے اسکو سائل سے زیادہ علم نہیں۔

غزوہ تبوک کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے منافقین کی چکنی چڑی باتوں کیوجہ سے واقعتاً انہیں معذور جانا (حالانکہ وہ مکروفریب کر رہے تھے) اور انہیں جہاد میں شریک نہ ہونے کی اجازت دیدی اس پر اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو پیار بھرے انداز میں تنبیہ فرمائی:

اللہ نے آپ کو معاف (تو) کر دیا
آپ (ﷺ) نے ان کو ایسی
جلدی اجازت کیوں دیدی۔
جب تک آپ کے سامنے سچے لوگ
ظاہر نہ ہو جاتے اور آپ جھوٹوں کو
معلوم نہ کر لیتے۔

عفا الله عنك لم
اذنت لهم حتى يتبين
لك الذين صدقوا
وتعلم الكاذبين ۝
(التوبہ: آیت ۴۳)

ابو عامر ایک نہایت ہی خبیث باطن و مکار پادری تھا۔ خود تو قیصر روم کے پاس پہنچا کہ اسے مسلمانوں کی خلاف آمادہ جنگ کرے اور ادھر منافقین مدینہ کو لکھا کہ وہ مسجد کے نام پر عمارت بنا کر اس میں نماز کے بہانے جمع ہو کر اسلام کے خلاف سازشیں کیا کریں۔ اور میرے خفیہ خطوط بھی یہیں ملا کریں گے۔ بہر کیف انہوں نے مسجد بنا کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آ کر درخواست کی کہ ہماری دلی خواہش ہے کہ مطابق اسکا افتتاح آپ ﷺ کی نماز سے ہو۔ سو آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ اسوقت آپ ﷺ غزوہ تبوک کی مہم پر جا رہے تھے لہذا ان سے وعدہ کر لیا کہ انشاء اللہ بخیریت واپسی پر تمہاری نئی مسجد میں نماز پڑھوں گا۔ چنانچہ تبوک سے واپسی پر آپ ﷺ کو ایفائے عہد کا خیال آیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ ﷺ کو اصل حقیقت حال سے آگاہ فرما دیا۔ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو جمع مغیبات کا کلی علم نہیں تھا۔

اور جنہوں نے ان اغراض کیلئے
مسجد بنائی ہے کہ اسلام کو ضرر
پہنچائیں، اور اسمیں بیٹھ کر کفر کی
باتیں کرین، اور ایمان والوں
میں تفریق ڈالیں، اور ان لوگوں کو
گھات کی جگہ مہیا کریں جو پہلے
سے اللہ اور اسکے رسول (ﷺ)
کے مخالف ہیں۔ اور وہ قسمیں
کھا سینگے کہ بجز بھلائی کے ہماری
کوئی اور نیت نہیں۔ اور اللہ گواہی
دیتا ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں۔
آپ (ﷺ) اسمیں کبھی (نماز
کیلئے) کھڑے نہ ہوں۔

والذین
اتخذوا مسجدا ضراب
وکفرا وتفریقما بین
المؤمنین
وارصادامن حارب
الله ورسول من قبل
و یسحلفن ان اردنا الا
الحسنی ۝ واللہ یشہد
انہم لکذبون ۝ لا تقم
فیہ ابدا (الایہ)
(التوبہ: آیت ۱۰۸)

جب مشرکین مکہ آپ ﷺ کی طرف سے نزول معجزے کے متلاشی ہوئے تو اللہ نے جواب دیا:

سو آپ (ﷺ) فرما دیجیے کہ غیب
کی خبر (تو) صرف اللہ کو ہے۔

فقل انما الغیب لله (الایہ)
(الانعام: آیت ۲۰)

اب سنئے آینوالی آیت میں گویا اللہ نے منصب رسالت پر روشنی ڈالی ہے کہ نہ تو انبیاء کرام کے قبضے میں تمام مقدرات الہیہ ہوتے ہیں، نہ تمام امور غیبیہ پر انکو مطلع کیا جاتا ہے، نہ نوع بشر کے علاوہ کسی اور نوع سے ہوتی ہیں جو لوازم و خواص بشریہ سے اپنی برأت کا ثبوت پیش کریں۔

آپ (ﷺ) کہہ دیجئے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں تمام غیبوں کو جانتا ہوں۔ اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اپنے پاس آنے والی وحی کا اتباع کرتا ہوں۔

قل لا أقول لكم عندي
خزائن الله ولا أعلم الغيب
ولا أقول لكم اني ملك
أتبع الاما يوحى
الي (الآية)
(الانعام: آیت ۵۰)

جب بروز قیامت اللہ پاک عیسائیوں پر حجت تام کیلئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کریں گے کہ کیا آپ نے ان سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو معبود ٹھہرا لیا اللہ کو چھوڑ کر؟ تو کلام پاک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جواب کی صورت میں انبیاء علیہ السلام کی ذات گرامی سے کلی علم الغیب کی نفی کرتا ہے:

(اے اللہ) آپ تو میرے دل کے اندر کی چھپی ہوئی بات جانتے ہیں اور جو کچھ آپ کے علم میں ہے میں اسکو نہیں جانتا۔ بیشک آپ تمام غیبوں کو جاننے والے ہیں۔

تعلم ما في نفسي ولا أعلم
ما في نفسك
علام الغيوب
(المائدہ: آیت ۱۱۶)

اللہ رب العزت بذات خود اپنے علم محیط کو بیان فرماتے ہیں:

اور (اللہ کے علم کی شان یہ ہے کہ) اگر تم پکار کر بات کرو تو وہ چپکے سے کہی ہوئی بات کو اور اس سے بھی زیادہ خفی بات کو جانتا ہے۔ وہ اللہ (ایسے علم والا ہے کہ) تمہاری پوشیدہ اور اعلانیہ ہر بات کو جانتا ہے۔

وان تجهر بالقول فانه يعلم
السّر واخفى (الآية)
(طہ: آیت ۷)
ويعلم ما تحفون وتعلنون
(النمل: آیت ۲۵)

حضرت محمد ﷺ بذات خود اپنی ذات اقدس سے علم الغیب کی نفی فرما رہے ہیں پھر ہماری جانب سے آپ ﷺ کی طرف غیب کی نسبت کرنا بہتان

وافترائیں.....؟؟؟

اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا
کیا جائے گا اور نہ (یہ معلوم) کہ
تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ میں
تو صرف اسی کا اتباع کرتا ہوں جو
میرے پاس بذریعہ وحی آتا ہے۔

وما ادری ما یفعل بی ولا
بکم ان اتبع الا ما یوحی
الی..... (الآیہ)
(الاحزاب: آیت ۹)

اسی طرح حدیث پاک میں آیا ہے جسکے ذریعے آپ ﷺ کے عالم غیب ہونیکے نفی کیساتھ ساتھ بندوں کا مختار کل نہ ہونا بھی معلوم ہوتا ہے:

حضرت جابرؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ
آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ تم میں
سے کوئی بھی اپنے عمل کی بناء پر
جنت میں جاسکتا ہے نہ جہنم سے
چھٹکارا پاسکتا ہے اور نہ ہی
میں۔ لیکن اللہ کی رحمت سے۔

وعن جابرؓ قال۔ قال رسول
اللہ ﷺ لا یدخل..... احدا
منکم عملہ الجنة ویجیزہ
من النار ولا انا الابرحمة
اللہ..... کتاب الدعوات از مشکوٰۃ
(حدیث نمبر ۲۳۷)

اب ذرا اپنے گرد و پیش میں موجود ”اسرائیلی روایات“ کا جائزہ لیں کہ قرآن وحدیث سے کس قدر واضح تضاد ہے۔ مثلاً کوئی پیر صاحب اسقدر خود
مختار ہو گئے کہ مرید جی کی پکار پر لپٹک کہتے ہوئے قبر میں جا پہنچے اور منکر نکیر کو سوالات پوچھنے کے ”جرم“ میں وہ تھپڑ رسید کیا کہ دور جا پڑا۔ کچھ حضرات بروز
قیامت محل جائیں گے اور ضد کر کے اپنے مریدوں کو چھڑالیں گے۔ کچھ اس سے بھی ایک ہاتھ آگے بڑھکر آہ سرد کھینچتے ہوئے جہنم کو ٹھنڈا کرتے نظر
آ رہے ہیں تو کچھ پیران بزرگ اپنے مریدوں اور چاہنے والوں کو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں لے جا رہے ہیں۔ (استغفر اللہ من ذالک)
اللہ جل شانہ کی تنہا بادشاہت والو ہیت کو چیلنج کرنا کسی طرح بھی مستحسن اقدام نہیں ملاحظہ ہوا اللہ بروز قیامت کل کائنات جن وانس اور فرشتوں
الغرض ہر ذی روح کو موت دیکر پوچھے گا:

کس کا راج ہے آج۔ اللہ کا ہے جو
اکیلا ہے زبردست دباؤ والا ہے۔

لمن الملک الیوم ط اللہ
الواحد القہار
(المومن: آیت ۱۶)

آپ ﷺ کا عالم الغیب نہ ہونا اس واقعے کی صورت میں بھی موجود ہے جسے اللہ تعالیٰ نے سورہ تحریم میں نقل کیا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے اپنی زوجہ
مطہرہ حضرت حفصہؓ سے کوئی بات کہی اور ساتھ میں انہیں تاکید بھی کر دی کہ کسی اور کو نہ بتلائیں۔ لیکن انہوں نے حضرت عائشہؓ سے اسکا ذکر کرتے ہوئے
کہہ دیا کہ کسی کو نہ بتلائیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مطلع فرمادیا۔ آپ ﷺ نے حضرت حفصہؓ کو جتلیا کہ تم نے وہ بات راز نہ رہنے دی حالانکہ تمہیں منع کیا
تھا۔ وہ متعجب ہو کر کہنے لگیں کہ آپ ﷺ سے کس نے کہا.....؟

آیت قرآنی کی صورت میں آپ ﷺ کا جواب سنئے اور اپنے عقائد پر نظر ثانی کیجئے کہ آپ ﷺ نے یوں تو نہیں کہا کہ اجی ہم تو غیب دان ہیں ہمیں

کسی کے بتلانے کی کیا ضرورت.....؟

کہا (آپ ﷺ نے) مجھکو بتلایا ہے
اس خبر رکھنے والے واقف نے۔

قال نبانی العليم الخبير O
(التحریم: آیت ۳)

حق تعالیٰ شانہ کے علم محیط سے کوئی شے خواہ چھوٹی ہو یا بڑی غائب نہیں وہ ایسا علم الغیوب ہے کہ ہر ایک کی ہر طرح خبر رکھتا ہے۔

اور غائب نہیں رہتا تیرے رب
سے ایک ذرہ بھی زمین میں اور نہ
آسمان میں اور نہ چھوٹا اس سے اور
نہ بڑا لیکن سب کتاب مبین (لوح
محفوظ) میں ہے۔

وما يعزب عن ربك من
مثقال ذرة في الارض ولا في
السماء ولا اصغر من ذلك
ولا اكبر الا في كتاب مبين O
(یونس: آیت ۶۱)

پس یہاں تک یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو ہر شے کا کُلّی و محیط علم ہے کوئی ذرہ اس سے اوجھل ہے نہ ہو سکتا ہے جن امور کا علم انبیاء کرام علیہم السلام کو بذریعہ وحی دیا جاتا ہے یا جو چیزیں اولیاء کرام کو بذریعہ الہام و کشف معلوم ہو جاتی ہیں ان پر ”غیب“ کا اطلاق ہرگز نہیں ہوتا۔
خلاصہ کلام یہ نکلا کہ آنحضرت ﷺ کے علوم مبارکہ اس قدر ہیں کہ انکی وسعت کا اندازہ کسی انسان، جن یا فرشتے کو نہیں ہے۔ لیکن نہ تو آپ ﷺ کے علوم، علم الہی کے مساوی ہیں اور نہ ہی قرآن و حدیث نبوی ﷺ اور فقہ حنفی کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو عالم الغیب کہنا جائز ہے۔